Open Access
Al Khadim Research Journal Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235
ISSN (PRINT): 2710-0227

ARJICC, Vol: 2, Issue: 2,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjicc.u20-v2.2(21)318-333
http://arjicc.com/index.php/arjicc

آیات کونیہ کے اسرار و حکم کا عصر حاضر کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Mysteries and Decrees of Quran’s Cosmic Verses in the Modern Context

Tanveer Akhtar*
Dr. Hafiz Iftikhar Ahmad**
Syeda Maryum Shah***

Abstract
The greatest blessing of Allah Almighty is to bless us with Islam which is the religion of nature and moderation. The basis of Islam is the Holy Quran which Allah Almighty revealed to His beloved Prophet(ﷺ)invited His servants to ponder over the verses of the Holy Quran. More than a thousand verses in the Qur'an talk about the creation of God and the knowledge of God. This whole universe has been created by the creation of Allah Almighty. All creatures have to do with creation in terms of their essence, attributes and condition. Allah Almighty has bestowed man with the ability to meditate and has invited him to reflect on creation matters. The Qur'an urges man to ponder over the things of creation, namely, earth and sky, sun and moon, night and day, sunrise and sunset, mountains, sea, canals, plants, winds, rain, man and beast, and the entire universe. In this regard, he should reflect on the workmanship of Allah, acknowledge His existence and Oneness, acknowledge His greatness. Contemplating over the creation matters increases faith. Whenever man ponder about the creation of God, his belief in God and His greatness increases.

Keywords: moderation, ponder over, essence, attributes, meditate, Contemplating.

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن مجید پیغمبرانہ انذار کی کتاب ہے اور اس کا اصل موضوع خدا کی قدرت سے آگاہی اور اس کی بندگی کے اصول وضوابط کی تلقین ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور معانی ومفاہیم کو سمجھنے کے لیے اور سمجھانے کے لیے تدبر و تفکر افضل ترین عبادت ہے، قرآن مجید میں احکام، شرائع، امثال، مواعظ و تاریخ اور امور دین سے متعلق کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی توضیح و تبیین نہ کر دی گئی ہو اور نہ ہی نظام کائنات سے متعلق کوئی ایسی بات ہے جس کی قرآن حکیم میں وضاحت و صراحت نہ کر دی گئی ہے۔ لہذا قرآن میں ایک اسلوب تکوینی امور اور ان کے متعلق غور و فکر اور تدبر کا ہے۔ قرآن نے کائنات اور اس میں موجود مخلوقات کے متعلق اسرار و حکم کو بیان کیا ہے۔ بے شمار آیات تکوینی امور سے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ یہ آیات بے مقصد ذکر نہیں کی گئیں بلکہ ان میں اللہ کی قدرت، حکمت اور اس کی

* Ph.D Scholar, Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: t.akhtar1433@gmail.com
** Associate Professor, Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: iftikhar.ahmad@iub.edu.pk
*** M. Phil, Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: maryamshah298@gmail.com

وحدانیت کی علامات پائی جاتی ہیں۔ بعض آیات کونیہ کو اللہ تعالی نے کمال قدرت اور ربوبیت والوہیت کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے اہل عقل ان آیات میں جب غور و فکر کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ان آیات میں بیان کردہ مخلوقات کو اللہ تعالی نے اثبات حق کے لئے بیان کیا ہے اور اپنی وحدانیت پر دلائل و شواہد کے طور پر بیان کیے ہیں۔ زیر نظر آرٹیکل میں قرآن کی آیات کونیہ کے اسرار و حکم کو بیان کیا جا رہا ہے۔

آیات کونیہ کی مراد:

آیات کونیہ کا کلمہ دو لفظوں سے مرکب ہے۔ "آیات" اور "کونیہ"

آیات کا معنی:

آیات آیت کی جمع ہے اور آیت کا معنی ہے علامت، نشانی اور جماعت۔ اس کی جمع آیات، آئ اور آیاي ہے۔ اور آیت قرآن کریم کے ایک جز کا نام ہے۔ اس کو آیت کہنے کی وجہ ہے کہ یہ دو کلاموں کے انقطاع علامت ہے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اسے آیت اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ کئی حروف سے مرکب ہوتی ہے۔[1]

آیات اللہ سبحانہ کے عجائبات میں سے ہوا کرتی ہیں۔

"نیز لفظ آیت عبرت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"لقد كان فى يوسف واخوتة ايات للسآئلين"[2]

"البتہ یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں"۔

یعنی اس میں متعدد امور اور مختلف عبرتیں ہیں۔ اور قرآن کریم میں لفظ آیت کا دو چیزوں پر اطلاق ہوا ہے۔

۱۔ آیت کا اطلاق آیت شرعیہ اور دینیہ پر۔ جیسے قرآن کریم کی آیات۔ اسی سے اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے:

"تلك ايت الله نتلوها عليك بالحق وانك لمن المرسلين"[3]

۲۔ آیت کا اطلاق آیت کونیہ قدریہ پر۔ جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ان فى خلق السماوات والارض واختلاف الليل والنهار لايات لاولى الالباب"[4]

"بے شک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں"۔

کون کی لغوی تعریف:

کون:۔ کاف، واؤ اور ن کا مادہ کسی چیز کے وجود کے متعلق خبر دینے پر دلالت کرتا ہے۔ چاہے وہ زمانہ ماضی میں ہو یا زمانہ مستقبل میں۔ جیسے جب کوئی چیز وجود پذیر ہو جائے اور موجود ہو تو اس کے لیے عرب کہتے ہیں "كان الشيء يكون كونا"[5]

صاحب المعجم الوسیط ''کون'' کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کون: مطلق عمومی وجود اور ایسے چیز کو کہتے ہیں جو یکبارگی وجود میں آجائے جیسے تاریکی کے فوری بعد روشنی کا وجود میں آجانا۔ اور اگر وجود (یکبارگی کی بجائے) بتدریج ہو تو اسے حرکت کہا جاتا ہے۔ اور ''کونان'' سے مراد دنیا اور آخرت ہیں۔[6]

موسوعة العربية العالمية میں ہے:

''الکون'' کی اصطلاح طبیعیات اور آسمان کے مستعمل ہے جس سے چھوٹے سے چھوٹے ذرات سے لے کر بڑے سے بڑے اجرام فلکیہ میں سے ہر موجود شئ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔"[7]

زین الدین محمد المعروف عبد الرؤوف العافین القاری (المتوفی 1031ھ) اپنی کتاب "التوقیف علی مھمات التعاریف" میں فرماتے ہیں:

''کون'': اس چیز کو کہتے ہیں جو دفعۃ وجود میں آئے۔ جیسے پانی کا ہوا میں تبدیل ہو جانا۔ جیسا کہ صورت الھیہ پانی کو بالفعل حاصل تھی۔ پھر یکبارگی قوت سے نکل کر فعل کی طرف منتقل ہو گئی۔ اور اگر وجود بالتدریج ہو تو وہ حرکت کہلاتی ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ ''کون'' کا معنی ہے صورت کا مادہ میں موجود ہو جانا بعد اس کے وہ صورت مادے میں موجود نہ تھی۔ یہ تعریف ابن الکمال نے ذکر کی ہے۔[8]

آیات کونیہ کی مراد:

آیات کونیہ کی نسبت کون بمعنی مخلوق کی طرف ہے جسے اللہ نے تخلق کیا اور وہ اس کے نتیجے میں تخلیق ہو گئیں۔ جیسے آسمان، زمین اور ان کے اندر اور ان کے درمیان موجود تمام مخلوقات۔[9]

چنانچہ تمام مخلوقات کی ذات وصفات، ان کے احوال کا تعلق آیات کونیہ سے ہے۔ جنہیں اللہ تعالی نے آیات کہا ہے۔[10]

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ومن اياته الليل والنهار والشمس والقمر"[11]

"اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں"۔

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ومن اياتہ ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوٓا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة ۚ ان فى ذلك لايات لقوم يتفكرون"[12]

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان کے پاس چین سے رہو اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی، جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں"۔

آیات کونیہ اللہ تعالی کے وجود پر استدلال عقلی کے لئے بنیادی دلیل ہے۔ نیز اس بات کی بھی بنیادی دلیل ہے کہ ان کا خالق اللہ کی ذات ہے جو واحد معبود ہے۔ اسی طرح یہ آیات ایسی ذات پر دلالت کرتی ہیں جو حکمت، رحمت اور قدرت والی ہے۔

وہ علم جو آیات کونیہ کی تحقیق سے متعلق ہے اسے ''علم الکونیات'' کہتے ہیں۔ اور یہ وہ علم ہے جو جو علم الافلاک اور فلکی طبیعیات میں کون کی ترکیب، اس میں وقوع پذیر ہونے والے تغیرات اور اس کی حرکت سے بحث کرتا ہے۔ اور اس بحث و تحقیق سے مقصد کون کی پیدائش کی

کیفیت، ماضی میں اس پر طاری رہنے والے حالات، اور مستقبل میں ممکنہ طور اس پر آنے والے حالات کی وضاحت کی جائے۔[13]

"تلك ايات الله نتلوها عليك بالحق ۚ وانك لمن المرسلين"[14]

"یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم تمہیں ٹھیک طور پر پڑھ کر سناتے ہیں، اور بے شک تو ہمارے رسولوں میں سے ہے"۔

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ان فى خلق السماوات والارض واختلاف الليل والنهار لايات لاولى الالباب"۔[15]

"بے شک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں"۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

"ومن ايته اليل والنهار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذي خلقهن ان كنتم اياه تعبدون"[16]

"اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں، سورج کو سجدہ نہ کرو اور نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو"۔

اللہ تعالی کی آیات کونیہ میں تفکر کا حکم

قرآن کریم کی متعدد آیات میں غور و فکر کا حکم وارد ہوا ہے۔ چاہے وہ غور و فکر تلاوت کی جانے والی آیات میں ہو، مشاہداتی آیات میں ہو، اللہ تعالی کی نعمتوں میں ہو، انبیاء اور ان کی عوام کے حالات، اور دونوں کے انجام کے متعلق ہو یا پھر دنیا اور آخرت وغیرہ میں ہو۔

اللہ تبارک و تعالی نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس بات پر متنبہ فرمایا ہے کہ اس کی تلاوت کی جانے والی آیات، آیات مشاہدہ اور اور آیات نعمت سے وہی لوگ نفع اٹھا سکتے ہیں جو عقل، سمجھ بوجھ اور صحیح غور و فکر کی صلاحیت کے مالک ہیں۔ جیسے اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے:

"ان فى ذلك لايات لقوم يعقلون"۔[17]

"بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں"۔

اور اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"ان فى ذلك لايات لقوم يتفكرون" [18]

"بے شک اس میں سوچنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں"۔

اس طرح کی متعدد آیات میں یہ حکم موجود ہے۔

قرآن کریم میں جس تفکر اور سیر کا حکم دیا گیا ہے وہ قلوب اور جسموں کی سیر ہے جس سے عبرت حاصل کی جا سکتی ہے۔ محض آنکھ کا دیکھنا اور کان کا سننا اور اور تفکر اور اعتبار سے خالی جسمانی سیر مفید نہیں ہے کیونکہ جسمانی سیر مقصد کے حصول کا ذریعہ نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وسخر لكم الليل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره ان فى ذلك لايات لقوم يعقلون"[19]

"اور رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے، اور اسی کے حکم سے ستارے بھی کام میں لگے ہوئے ہیں، بے شک اس میں لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں"۔

قرآن مجید ان آیات کے ذریعے انسان کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ آسمان، سورج، چاند، دن، رات، صبح، دوپہر، شام، غروب، نیز زمین، پہاڑوں دریاؤں، نہروں،، صحراؤں، نباتات، ہواؤں، بارشوں، اور انسانوں، حیوانوں اور تمام کائنات کی تخلیق میں اللہ تعالی کی بے مثال کاریگری میں غور و فکر کریں۔ اور اس بات پر ایمان لائیں کہ اس کائنات کے نظام کی حفاظت کرنے والا بزرگ و برتر اور قادر مطلق ذات اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد پاک ہے:

"افمن يخلق كمن لا يخلق افلا تذكرون"[20]

"پھر کیا جو شخص پیدا کرے اس کے برابر ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کرے، کیا تم سوچتے نہیں"۔

چنانچہ اللہ تعالی اپنے بندوں کو اپنی ذات اپنے اسماء، اپنی صفات اور اپنی نشانیوں میں دو طریقوں سے غور و فکر کی سے دعوت دی ہے۔

آیات کونیہ میں تفکر کی اہمیت

آج کے معاشرے اور عوام الناس کے عمومی حالات پر غور کیا جائے تو صرف کفار نہیں بلکہ مسلمانوں کی اکثریت بھی صحیح اور مفید تفکر سے کوسوں دور ہے جو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے حصول کا ذریعہ بن سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کے دور میں زیادہ تر سوچ، فکر اور ذہنی صلاحیتیں بے فائدہ اور بے غرض کاموں میں صرف ہو رہی ہیں جو مفید ہونے کی بجائے نقصان دہ ہیں۔ عام طور پر انسانی سوچ اور فکر حرام خواہشات و خیالات، شبہات، ناجائز اور فضول امیدوں کی طرف لے جاتی ہے۔ صرف وہی شخص راہ راست پر رہ سکتا ہے جس کو اللہ تعالی نے ہدایت کی توفیق بخشی ہو اور وہ اپنی سوچ اور فکر کو اللہ تعالی کی معرفت، اس کے ذکر، شکر، اس کی عبادت اور آخرت میں اس کا سامنا کرنے کی تیاری میں صرف کرے۔

اللہ کی تخلیق میں تفکر سے ایمان قلبی میں اضافہ اور تقویت، یقین میں رسوخ و پختگی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کی خشیت اور عظمت پیدا ہوتی ہے۔ انسان اللہ کی تخلیق میں جتنا زیادہ تفکر اور غور و تدبر کرتا ہے، اور اللہ کی ذات اور اس کی عظمت کا جتنا زیادہ علم حاصل کرتا ہے اتنی ہی زیادہ اللہ کی خشیت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"انما يخشى الله من عباده العلمآء" [21]

"بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے عالم ہی ڈرتے ہیں"۔

یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین درست غور و فکر کے معاملے میں عظیم مرتبے پر فائز تھے۔ وہ خود بھی اللہ کی تخلیق میں تفکر اور اس کی نشانیوں

میں تدبر کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔ جو شخص بھی بھی کثرت سے تفکر کرے گا اسے فہم حاصل ہو جائے گا، اور جس سے فائدہ حاصل ہو گا اسے علم حاصل ہو جائے گا اور جس سے علم حاصل ہو گا اسے عمل کی دولت بھی مل جائے گی۔ کسی اور صاحب علم کا کہنا ہے کہ: اگر لوگ اللہ کی عظمت میں تفکر کرلیں تو کبھی اس کی نافرمانی نہ کریں۔

بلکہ بعض نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ: طلب علم کے لئے سفر سے زمین میں موجود اللہ کی آیات کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔[22]

ابن سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تفکر بھی عبادت ہے اور اولیاءاللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔[23]

عبرت اور تفکر ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہر شخص مقصود تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالی کی آیات کونیہ میں تفکر کی اہمیت ہی ہے کہ اللہ تعالی نے کائنات کے نظام اور اپنی بے مثال کاریگری کو اجاگر کرنے کے لئے بہت سی آیات کونیہ کے ذریعہ قسم بھی کھائی ہے۔

تفکر عبادات قلبیہ میں سے ایک بڑی عبادت ہے، اور یہ سب سے افضل اور انفع قلبی عمل ہے۔ نیز یہ تمام عبادات کا مبداء اور بنیاد ہے۔ اسی طرح یہ عمل کا سبب ہونے کے ساتھ ساتھ اشیاء کے حقائق کے ادراک کا بھی سبب ہے، بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ انسان کی زندگی اور اس کی سعادت اس کے افکار کی مرہون منت ہے۔

ابن سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یاد رکھیے آپ کی حیات آپ کے افکار کے تابع ہے۔ اگر آپ کے افکار آپ کے لئے دنیا اور دین کے حوالے سے نفع کا باعث ہیں تو آپ کی زندگی خوشگوار اور کامیاب ہے بصورت دیگر معاملہ اس کے برعکس ہے۔

ایسا تفکر جو نافع ہونے کے ساتھ ساتھ قرب الٰہی کا ذریعہ بھی ہو تو وہ اہم دینی مقاصد میں سے ہے۔ اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کی مدد فرمائی ہے جو اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ اور یوں کہتے ہیں: "اے ہمارے رب تو نے یہ نظام بے فائدہ نہیں بنایا تو سب عیبوں سے پاک ہے سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا"۔[24]

تفکر قرآن دعوت اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آیات قرآنیہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم آیات مستورہ اور آیات منظورہ میں تدبر و تفکر کی دعوت سے بھری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وانزلنآ اليك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم ولعلهم يتفكرون"[25]

"اور ہم نے تیری طرف قرآن نازل کیا تاکہ لوگوں کے لیے واضح کردے جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور تاکہ وہ سوچ لیں"۔

آیات کونیہ کی حکمت:

قرآن کریم میں ایک ہزار سے زائد آیات ہیں جو اس کائنات کے اسرار و رموز سے بحث کرتی ہیں۔ آسمانوں، زمینوں، سورج، چاند، ستاروں، سیاروں، پہاڑوں، سمندروں، نہروں، بارشوں اور زلزلے اور بجلی میں سے ہر چیز کا تذکرہ کرتی ہیں۔[26]

آیات کونیہ اور ان میں پنہاں تکوینی حقائق کا تذکرہ قرآن کریم میں ذکر کے طور پر یا لوگوں کو بتلانے کے لئے یا ان کی ابتدائی رہنمائی کے لئے

نہیں ہے۔ بلکہ ان کا ذکر بڑے مقصد اور ہدف کے پیش نظر ہے کہ بڑے پیمانے پر ان سے استدلال کیا جا سکے جیسے الوہیت، نبوت اور بعث وغیرہ۔

چنانچہ کائنات، اس کے عجائبات اور اس کی متنوع نشانیاں ایسے دلائل ہیں جو تفکر اور تدبر کرنے والے کے لئے اللہ کی قدرت، اس کی حکمت اور اس کی وحدانیت کے ثبوت کے لیے کافی ہیں۔

ابن القیم رحمتہ اللہ علیہ ان آیات کونیہ کی حکمت کے متعلق فرماتے ہیں:

"اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کہیں تو حوادث سے استدلال کیا ہے، اور کہیں ان حوادث کے آنے جانے سے استدلال کیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں اللہ کی ربوبیت، اس کی قدرت اور اس کے مختار کل ہونے، اور پوری کائنات کے اس کی مشئیت کے تابع ہونے کو مستلزم ہے۔ لہذا اللہ تعالی کے متنوع افعال اور مفعولات اللہ کی ربوبیت، اس کی حکمت اور اس کے علم پر بہت بڑی دلیل ہے۔

پھر فرمایا: مخلوقات کا تنوع اور ان میں اختلاف حکمت، ربوبیت اور حاکمیت کے لوازمات میں سے ہے۔ نیز یہ حمد و ثنا کے اسباب میں سے بھی ہے۔ لہذا ان تمام چیزوں پر اللہ کی کامل اور اتم حمد ہے"۔[27]

اللہ تعالی نے بعض آیات کونیہ میں اپنی کمال قدرت، ربوبیت، الوہیت اور بعث پر دلالت کے علاوہ کوئی خاص حکم بھی بیان کیا ہے۔ جیسا کہ ستاروں کی تخلیق کی حکمت کے متعلق اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وعلمت، وبالنجم هم يهتدون"[28]

"اور نشانیاں بنائیں، اور ستاروں سے لوگ راہ پاتے ہیں"۔

"ولقد زينا السماء الدنيا بمصابيح وجعلنها رجوما للشيطين واعتدنا لهم عذاب السعير-"[29]

"اور ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور ہم نے انہیں شیطانوں کو مارنے کے لیے آلہ بنادیا ہے اور ہم نے ان کے لیے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

ابن سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب بھی کوئی صاحب عقل ان مخلوقات میں تدبر کرے اور کائنات کے عجائبات میں گہرا غور و فکر کرے تو وہ جان لے گا کہ اللہ نے اسے حق کے لیے اور حق کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ اللہ نے اپنی ذات اور اپنی وحدانیت کے متعلق جو خاص خبر دی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے متعلق جو ارشادات فرمائے ہیں یہ سب دلائل ہیں کہ یہ سب چیزیں منظم اور انسانوں کے لیے مسخر کرنا کسی مدبر اور مصرف کی طرف تدبیر اور تصریف کا نتیجہ ہیں جس سے بڑھ کر کوئی تدبیر کرنے والا نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام تر عالم علوی اور عالم سفلی اللہ کا محتاج اور نیاز مند ہے جبکہ اللہ تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے اور اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی پروردگار ہے"۔[30]

آیات کونیہ اور عقیدہ کی پختگی

بلاشبہ آپ ﷺ کی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحیح عقیدہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اور دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں عقیدے کی درستگی پر موقوف ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا انسان ہے:

"من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مؤمن فلنحيينه حياة طيبة ولنجزينهم اجرهم باحسن ما كانوا يعملون"[31]

"جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے، اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے"۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور سنت مطہرہ میں نقلی اور عقلی دلائل و براہین کے ذریعے سے باطنی عقائد کی درستگی اور پختگی پر بہت اہمیت دی گئی ہے۔

اللہ تعالی ہے ارشاد ہے:

"يآ ايها الناس ان كنتم فى ريب من البعث فانا خلقناكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة و غير مخلقة لنبين لكم ۚ ونقر فى الارحام ما نشآء الٓى اجل مسمى ثم نخرجكم طفلا ثم لتبلغوٓا اشدكم ومنكم من يتوفى ومنكم من يرد الٓى ارذل العمر لكيلا يعلم من بعد علم شيئا ۚ وترى الارض هامدة فاذآ انزلنا عليها المآء اهتزت وربت وانبتت من كل زوج بهيج"[32]

"اے لوگو! اگر تمہیں دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو ہم نے تمہیں مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی اور بغیر نقشہ بنی ہوئی سے بنایا تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں، اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں ایک مدت معین تک ٹھہراتے ہیں پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، اور کچھ تم میں سے مر جاتے ہیں اور کچھ تم میں سے نکمی عمر تک پہنچائے جاتے ہیں کہ سمجھ بوجھ کا درجہ پا کر ناسمجھی کی حالت میں جا پڑتا ہے، اور تم زمین کو سوکھی دیکھتے ہو پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو تر و تازہ ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے خوش نما نباتات اگ آتے ہیں"۔

ابن سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالی کا ارشاد ہے اے لوگو اگر تم مرنے کے بعد اٹھنے کے متعلق شک و شبہ میں ہو، اور قیامت کے قائم ہونے کے متعلق تمہیں شبہ ہے اس کے باوجود تمہارے اوپر یہ بات لازم ہے کہ تم اپنے رب کی تصدیق کرو اور اس معاملے میں اس کے رسول کی بھی تصدیق کرو۔ تاہم تمہارے مشاہدے میں آنے والی یہ دو عقلی دلیلیں ایسی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دلیل تمہارے شک کے خلاف دلیل قطعی ہے اور تمہارے دلوں سے شک کو بھی زائل کرنے والی ہے۔

پہلی دلیل: تخلیق انسانی کی ابتداء اور اس بات سے استدلال کہ جس نے انسان کو ابتداء پیدا کیا ہے وہ اسے دوبارہ لوٹا بھی سکتا ہے۔[33]

دوسری دلیل: زمین کو مردہ (بنجر) ہو جانے کے بعد آباد کرنا۔ اور یہ کہ جس نے زمین کو زندہ کیا ہے وہ مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔[34] جیسا کہ اللہ تعالی اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ اس سے بھی بڑے بڑے معاملات پر قادر ہے، مثلاً آسمانوں اور زمینوں اور بڑی بڑی

مخلوقات کو پیدا کرنا۔ جب منکرین اس کو مانتے ہیں اور اس کا انکار نہیں کر سکتے تو پھر وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کئے جانے کو کیوں بعید سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم کی آیات کونیہ میں عقیدہ کی اصلاح کے حوالے سے مختلف اسلوب اختیار کیے گئے ہیں جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تشفی، توحید کے ثبوت اور باطل یعنی شرک کے رد کے لیے سوال کا انداز اختیار کرنا۔ اس سلسلے میں بعض آیات کونیہ کو دلیل بنایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی ربوبیت کے اقرار کے ساتھ ساتھ عبادت میں شرک کی وجہ سے کفار پر رد کرتے ہوئے فرمایا:

"ولىٔن سالتهم من خلق السموت والارض وسخر الشمس والقمر ليقولن الله فانى يؤفكون"[35]

"اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے، پھر کہاں الٹے جا رہے ہیں"۔

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ولئن سالتهم من نزل من السمآء مآء فاحيا به الارض من بعد موتها ليقولن الله قل الحمد لله ؕ بل اكثرهم لا يعقلون"[36]

"اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے آسمان سے کس نے پانی اتارا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا تو کہیں گے اللہ نے، کہہ دو سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، لیکن ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے"۔

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ولئن سالتهم من خلقهم ليقولن الله فانى يؤفكون "[37]

"اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ نے، پھر کہاں بہکے جا رہے ہیں"۔

۲۔ بعض آیات کونیہ کے ذریعے انبیاء کی خبر کی تصدیق کرنا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو دفعہ شق قمر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے کہ اہل مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ انہیں کوئی نشانی دکھایئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شق قمر (کا معجزہ) دکھادیا۔[38]

یہی وجہ تھی کہ مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض آیات کونیہ سے آپ کی رسالت کی تصدیق کا مطالبہ کیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وقالوا لولآ انزل عليه ايات من ربه قل انما الايات عند الله وانمآ انا نذير مبين "[39]

"اور کہتے ہیں اس پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہ اتریں، کہہ دو نشانیاں تو اللہ ہی کے اختیار میں ہیں، اور میں تو بس کھول کر سنا دینے والا ہوں"۔

ابن جریر رحمۃاللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"قریشی مشرکین نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی جو ہمارے خلاف اللہ کے لئے حجت ہوتی جیسا کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور عیسی علیہ السلام کے لیے لئے دستر خوان کی نشانی تھی۔ (تواللہ تعالی نے فرمایا) اے محمد کہہ دیجئے کہ نشانیاں اللہ کے پاس ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں لا سکتا۔ میں محض ایک ڈرانے والا ہوں اور میں تمہیں بھی ڈراتا ہوں۔ میں تمہیں اس کے رسول کے انکار کی پاداش میں اللہ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے ڈراتا ہوں۔ اور جو وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس لائے ہیں وہ بہت واضح ہے۔ اور اس لئے تمہیں بہت واضح واضح ڈرادیا ہے"۔[40] پھر اللہ تعالی جانتا ہے کہ اگر تم ہدایت قبول کرنا چاہتے تو اللہ تمھارے مطالبے کو پورا کرتا۔ کیونکہ یہ اس کے لئے بہت آسان ہے۔ لیکن اللہ تعالی تمہارے بارے میں جانتا ہے کہ تمہارا مقصد ہٹ دھرمی اور آزمانا ہے۔ لہذا وہ تمہیں اس بارے میں جواب نہیں دیتا۔

جیسے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وما منعنآ ان نرسل بالايات الآ ان كذب بها الاولون واتينا ثمود الناقة مبصرة فظلموا بها وما نرسل بالايات الا تخويفا"[41]

"اور ہم نے اس لیے معجزات بھیجنے موقوف کر دیے کہ پہلوں نے انہیں جھٹلایا تھا، اور ہم نے ثمود کو اونٹنی کا کھلا ہوا معجزہ دیا تھا پھر بھی انہوں نے اس پر ظلم کیا، اور یہ معجزات تو ہم محض ڈرانے کے لیے بھیجتے ہیں"۔

اس کی ایک مثال وہ مجلس بھی ہے جس میں مشرکین دشمنی اور کفر کی بنیاد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وقالوا لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعا،او تكون لك جنة من نخيل وعنب فتفجر الانهار خلالها تفجيرا، او تسقط السمآء كما زعمت علينا كسفا او تاتی بالله والملآئكة قبيلا، او يكون لك بيت من زخرف او ترقى فى السمآء ولن نؤمن لرقيك حتى تنزل علينا كتابا نقرؤه قل سبحان ربى هل كنت الا بشرا رسولا"[42]

"اور کہا ہم تمہیں ہر گز نہ مانیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لیے زمین میں سے کوئی چشمہ جاری کر دے۔ یا تیرے لیے کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو پھر تو اس باغ میں بہت سی نہریں جاری کر دے۔ یا جیسا تو خیال کرتا ہے ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرادے یا تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو لے آ، یا تیرے پاس کوئی سونے کا گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے، اور ہم تو تیرے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایسی کتاب لائے جسے ہم بھی پڑھ سکیں، کہہ دو میرا رب پاک ہے میں تو فقط ایک بھیجا ہوا انسان ہوں"۔

یہ وہی مجلس تھی جس میں یہ سب لوگ اس مقصد کے لیے جمع تھے جو آیت میں مذکور ہوا ہے۔ اللہ جانتا تھا اگر وہ یہ سوال ہدایت قبول کرنے کے لئے کرتے تو انہیں جواب بھی دیا جاتا۔ لیکن اللہ کو معلوم تھا کہ ان کا یہ مطالبہ دشمنی اور عناد کی بنیاد پر ہے۔

۳۔ کائنات کی ہر چیز کی طرف سے اللہ کی بندگی کا بیان۔ کسی اللہ والے سالک کے لیے یہ یہ چیز کوئی اجنبی نہیں ہے کہ علوی اور سفلی تمام

مخلوقات اللہ کو سجدہ کرتی ہیں اور اس کی تسبیح کرتے ہیں سوائے ان کے جن پر عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السماوات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدوآب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم ؕ ان اللہ یفعل ما یشآء "[43]

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چار پائے اور بہت سے آدمی اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں، اور بہت سے ہیں کہ جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے، اور جسے اللہ ذلیل کرتا ہے پھر اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا، بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے"۔

۴۔ آیات کونیہ کی چوتھی حکمت یہ ہے کہ کائنات کی تخلیق، اس کی حکمت اور اس کے اندر تصرف میں اللہ کے منفرد ہونے کو بیان کرنا۔ چنانچہ آسمانوں، زمینوں اور جو کچھ ان کے اندر اور ان کے درمیان میں ہے سب اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے جن میں وہ اپنی مشیت کے مطابق تصرف کرتا ہے اور اپنی حکمت اور وسیع رحمت و مغفرت مطابق مغفرت اور سزا کا فیصلہ فرماتا ہے۔

۵۔ اولیاء اللہ سے بعض آیات کونیہ کے متعلق کفار کے مطالبے کا اللہ تعالی کی طرف سے جواب دینا۔ کیونکہ عقیدے کی پختگی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اللہ اسے اپنی بعض آیات کونیہ کا نظارہ کرا دے۔ ابراہیم علیہ السلام تعالی نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ وہ انہیں اپنی آیات کونیہ دکھائیں۔ جس کا مقصد تھا کہ انہیں اطمینان قلبی حاصل ہو جیسا کہ خود اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

"واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا ؕ واعلم ان اللہ عزیز حکیم"[44]

"اور یاد کر جب ابراھیم نے کہا اے میرے پروردگار! مجھ کو دکھا کہ تو مردے کو کس طرح زندہ کرے گا، فرمایا کہ کیا تم یقین نہیں لاتے؟ کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے، فرمایا تو چار جانور اڑنے والے پکڑ پھر انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لے پھر (انہیں ذبح کرنے کے بعد) ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دے پھر ان کو بلا تیرے پاس جلدی سے آئیں گے، اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے"۔

تو ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے یہ سوال شک کی بنیاد پر نہیں تھا بلکہ علم میں اضافے کی غرض سے تھا۔ کیوں کہ مشاہدے سے وہ معرفت اور اطمینان حاصل ہوتا ہے جو استدلال سے حاصل نہیں ہوتا۔ ادلہ یقینیہ میں باہمی یکسانیت سے بھی ایمان میں اضافہ اور یقین کی تکمیل ہوتی ہے۔

اللہ تعالی نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

"اذ قال الحواریون یا عیسی ابن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مآئدۃ من السمآء قال اتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین، قالوا

نريد ان ناكل منها وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونكون عليها من الشاهدين، قال عيسى ابن مريم اللهم ربنآ انزل علينا مآئدة من السمآء تكون لنا عيدا لاولنا واخرنا واية منك وارزقنا وانت خير الرازقين"[45]

"جب حواریوں نے کہا کہ اے مریم کے بیٹے عیسی! کیا تیرا رب یوں کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے کھانا اتارے، کہا اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس پر گواہ رہیں۔ مریم کے بیٹے عیسی نے کہا اے اللہ ہمارے رب! ہم پر بھرا ہوا خوان آسمان سے اتار جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو، اور ہمیں رزق دے اور تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے"۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اس کا معنی ہے کہ) جب ہم آسمان سے رزق کو نازل ہوتا دیکھیں گے تو ہمارے دل مطمئن ہو جائیں گے۔ اور ہمیں یقین ہو جائے گا کہ آپ نے ہم سے سچ بولا تھا، یعنی ہمارا آپ پر ایمان بھی زیادہ ہو گا اور آپ کی رسالت پر یقین بھی پختہ ہو گا۔ اور ہم اس پر گواہ ہوں گے یعنی ہم دعائیں دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک نشانی ہے، اور آپ کی نبوت اور آپ کی لائے ہوئے احکامات کے لئے دلیل اور حجت ہے۔[46]

۶۔ آیات کونیہ کا ذکر اور ان سے عبرت پکڑنے کے طرف اشارہ۔

ان آیات کی قرأت جو اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کے اثبات سے بحث کرتی ہیں، اور ان کی ادلہ عقلیہ سے بھی تائید ہوتی ہو، اور آیات کونیہ کے ذکر سے مزید بھی اس میں پختگی پیدا ہوتی ہو تو یہ چیز ایمان اور ثابت قدمی میں اضافے کا سبب ہے، اور اس سے وسوسے اور شکوک و خیالات بھی دور ہوتے ہیں۔ اسی لئے تو اللہ تعالی نے آفاق اور نفوس میں موجود مشاہداتی نشانیوں سے عبرت پکڑنے کا حکم دیا ہے جیسے آسمانوں، زمینوں اور ان کے اندر کی چیزوں کو پیدا کرنا، اور یہ ساری چیزیں ان کے حادث ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے پیدا کرنے والے کے وجود اور اس کے حکیم ذات ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"اولم يروا كيف يبدئ الله الخلق ثم يعيده ان ذلك على الله يسير"[47]

"کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح پہلی دفعہ مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا، بے شک یہ اللہ پر آسان ہے"۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ام خلقوا من غير شيء ام هم الخالقون "[48]

"کیا وہ بغیر کسی خالق کے پیدا ہو گئے ہیں یا وہ خود خالق ہیں"۔

کائنات کا رب العالمین کی بندگی کرنا

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک اور رب ہے۔ مخلوقات کے لیے یہ ربوبیت دو قسموں پر ہے۔ ربوبیت عامہ اور ربوبیہ خاصہ۔
مخلوقات کے لئے اللہ کی ربوبیت کے متعلق قرآن مجید میں بندوں کے رب کی ربوبیت، اس کے متعلقات اور لوازمات کا ذکر کثرت کے ساتھ موجود ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

ربوبیت عامہ:

ربوبیت عامہ میں نیک و بد، مکلف اور غیر مکلف ہمہ قسم مخلوقات حتیٰ کہ جمادادت بھی شامل ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تمام مخلوقات کی تخلیق، ان کے رزق، ان کی تدبیر و تنظیم، ان کی ضروریات زندگی یا ان کی بقائے حیات کے لیے ضروریات کی فراہمی اور ان کے منافع اور مقاصد کی تکمیل میں یکتا و منفرد ہے۔ کوئی چیز بھی اس سے بے نیاز نہیں ہے۔

ربوبیت خاصہ:

یہ صوفیا اور اولیاء اللہ کو نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان کامل سے ان کی تربیت کرتے ہیں۔ انہیں کمال ایمان کی توفیق بخشتے ہیں اور اخلاق جمیلہ کے ذریعے انہیں کامل انسان بناتے ہیں، اور اخلاق رذیلہ سے انہیں بچاتے ہیں۔ ان کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں اور انہیں جہنم کے راستے سے بچاتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر خیر کی توفیق نصیب ہو جانا، ہر شر سے محفوظ ہو جانا، دنیا اور آخرت کی بھلائیاں حاصل ہو جانا اور دنیا اور آخرت کی برائیوں سے بچ جانا۔

اور جہاں کہیں ربوبیت کا لفظ مطلق بولا گیا ہو وہاں پہلا معنی مراد ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ا لحمد للہ رب العالمین"[49]

"سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور وہ ہر چیز کا پروردگار ہے"۔[50]

جہاں ربوبیت کو کسی محبوب و مطلوب چیز کے ساتھ مقید کیا گیا ہو یا انبیاء اور ان کے متبیعن کی طرف اس کی دعاء کی گئی ہو وہاں اس سے مراد قسم ثانی ہو گی۔ اس قسم میں معنی اول کے ساتھ ساتھ ایک اضافہ بھی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں انبیاء کرام اور ان کے متبعین کی دعائیں زیادہ تر لفظ "ربوبیت" سے ملتی ہیں، اس لئے کہ ان کی تمام تر دعائیں ربوبیت خاصہ میں شامل ہیں۔

خلاصہ کلام

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل کرنے کے بعد اپنے بندوں کو اس کی آیات میں تدبر اور غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے تاکہ قرآن کے علوم کثیرہ سے استفادہ کیا جاسکے، ہر دور میں مفسرین نے اپنے اپنے ذوق اور فہم کے مطابق علوم اخذ کیے ہیں۔ قرآن مجید کا ایک حصہ زمین و آسمان اور ان دونوں کے درمیان پائی جانے والی تمام چیزیں اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام مخلوقات چاہے وہ حیوانات، جمادات ہوں یا پھر نباتات سے

تعلق رکھتا ہے جنہیں آیات کونیہ و علمیہ کہا جاتا ہے۔ یعنی تمام مخلوقات کا تعلق اپنی ذات، صفات اور احوال کے لحاظ سے تکوینی امور سے ہے۔اللہ تعالی نے انسان پر احسانات میں سے عظیم احسان یہ فرمایا ہے کہ انسان کو غور و فکر کی صلاحیت عطا کی اور تکوینی امور کے متعلق غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ قرآن انسان کو اس بات پر ابھارتا ہے کہ تکوینی امور یعنی انسان زمین و آسمان، سورج و چاند، رات دن، طلوع و غروب، پہاڑ، سمندر، نہریں، نباتات، ہوائیں، بارش،انسان اور حیوان اور ساری کائنات کو پیدا کرنے کے سلسلے میں اللہ کی کار گری پر غور و فکر کرے کیونکہ ان تمام چیزوں کے نظام کی حفاظت اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔

پوری کائنات مثلاً آسمان و زمین کا نظام، سورج اور چاند کا نظام، دن اور رات کا نظام، بارش اور پانی کا نظام، سمندروں اور پہاڑوں کا نظام، پتھر اور ہواؤں کا نظام، الغرض پوری کائنات کے تمام نظام اور ان کے انتظامات اللہ تعالی کے تکوینی امر کے تابع چل رہے ہیں۔ خود انسان کی ذات اپنے مادۂ تخلیق سے لے کر جسمانی و ذہنی تکمیل تک اسی تکوینی نظام کے تابع ہے۔اس لیے قرآن مجید میں اللہ تعالی نے انسان کو ان نظاموں اور ان کے حسن تنظیم کے متعلق بار بار غور و فکر کی دعوت دی ہے تاکہ انسان ان تمام چیزوں کو دیکھ کر اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت کا قائل ہو، صرف اسی کو عبادت کے لائق سمجھے اور کسی دوسرے کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے۔

حوالہ جات

1: الطبری، ابو جعفر، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر، جامع البیان فی تاویل القرآن، المعروف التفسیر الطبری، محقق: محمد شاکر، موسستہ الرسالہ، بیروت ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء، ۱۲/۱۸۷

2: یوسف، ۱۲:۷

3: البقرہ، ۲:۲۵۲

4: آل عمران، ۳:۱۹۰

5: الجرجانی، علی بن محمد بن علی الزین الشریف، کتاب التعریفات، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ، ۱۹۸۳ء

6: المعجم الوسیط، ج ۲، ص ۸۱۲

7: الموسوعۃ العربیہ العالمیہ، اعداد مجموعۃ من العرب من الباحثین، موسستہ اعمال المؤسسۃ للنشر والتوزیع، ج ۲۰، ص ۲۸۵

8: الجرجانی، التعریفات، ص ۱۹۷

9: الجزائری، ابو بکر، علی الکبیر، ایسر التفاسیر، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینہ، ج ۱، ص ۱۴۱

10: الشعراوی، تفسیر الشعراوی، ج ۱۰، ص ۵۵۹۶

11: فصلت، ۴۱:۳۷

12 الروم، ۳۰:۲

13: الشوکانی، محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ، ارشاد الثقات الی اتفاق الشرائع علی التوحید والمعاد والنبوات، دار الکتب العلمیہ، لبنان، ۱۴۰۴ھ، ۱۹۸۴ء

14: البقرہ،۲: ۲۵۲

15: آل عمران،۳: ۱۹۰

16: حم السجدہ،۴۱: ۳۷

17: الرعد،۱۳: ۴

18: الرعد،۱۳: ۳

19: النحل،۱۶: ۱۲

20: النحل،۱۶: ۱۷

21: فاطر،۳۵: ۲۸

22: الغزالی، احیاء علوم الدین، ج۴، ص ۵۰۳

23: تفسیر ابن سعدی، ج۱، ص ۲۷۰

24: آل عمران،۳: ۱۹۱

25: النحل،۱۶: ۴۴

26: محمد السید راضی جبریل، عنایۃ المسلمین بابراز وجوہ الاعجاز فی، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، ۱۴۲۱ھ، ص ۸۱

27: ابن القیم، طریقہ الہجرتین و باب السعادتین، دار ابن القیم، دمام، ص ۲۱۴۔۲۱۵

28: النحل،۱۶: ۱۶

29: الملک،۶۷: ۵

30: ابن سعدی، عبدالرحمن، تیسیر اللطیف المنان فی خلاصۃ تفسیر القرآن، وزارۃ الشئون الاسلامیہ والاوقاف والدعوۃ والارشاد بالمملکۃ العربیہ السعودیہ، ص ۳۲

31: النحل: ۱۶: ۹۷

32: الحج،۲۲: ۵

33: القرطبّی، تفسیر القرطبّی، ج۱۲، ص ۶

34: ابن سعدی، تفسیر ابن سعدی، ج۳، ص ۱۰۹۰۔۱۰۹۱

35: الزخرف،۴۳: ۸۷

36: العنکبوت،۲۹: ۶۳

37: الزخرف،۴۳: ۸۷

38: القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، حدیث: ۲۸۰۰

39: العنکبوت،۲۹: ۵۰

40: ابن جریر، تفسیر الطبری، ج۲۱، ص ۱۱

41: الاسراء،۱۷: ۵۹

42: الاسراء،۱۷: ۹۰۔۹۳

43: الحج،۲۲: ۱۸

44: البقرہ،۲: ۲۶۰

45: المائدہ،۶: ۱۱۲۔۱۱۴

46: ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج۲، ص۱۲۰

47: العنکبوت،۲۹: ۱۹

48: الطور،۵۲: ۳۵

49: الفاتحہ،۱: ۱

50: الانعام،۶: ۱۶۴